مقالہ نگاروں سے چند گزارشات

۱۔ التفسیر میں علوم قرآن وحدیث، فقہ، کلام، تصوف، اسلامی تاریخ، تہذیب وتمدن، تقابل ادیان، فلسفہ وسائنس، ادبیات، معاشیات، عمرانیات، سماجیات، سیاسیات جیسے موضوعات پر اردو اور انگریزی میں علمی وتحقیقی غیر مطبوعہ مقالات شائع کیے جاتے ہیں۔

۲۔ تمام مقالات A4 سائز کے کاغذ پر ایک جانب خوشخط لکھے ہوں۔ بہتر ہوگا کہ مشینی کتابت (Compose) کروا کر بھیجے جائیں۔ حروف کی جسامت (Font Size) ۱۳ پوائنٹ ہو۔ مقالات کا ۱۵۰ ۔ ۲۰۰ الفاظ پر مشتمل خلاصہ (Abstract) بزبان انگریزی بھی ارسال کیا جائے۔

۳۔ مقالے کی اصل کاپی کے ساتھ دو نقول بھی ارسال کی جائیں۔

۴۔ مقالات کے حواشی وحوالہ جات اور کتابیات کے لیے مروجہ معیاری طریقہ پر عمل کیا جائے۔

۵۔ التفسیر میں کسی مقالے کی اشاعت کے لیے ادارہ کی طرف سے نامزد کردہ ماہرین کی تائید ضروری ہے۔ اس سلسلے میں ادارہ ناقابل اشاعت تحریروں کی مقالہ نگاروں کو واپسی کی ذمہ داری قبول نہیں کرتا۔

۶۔ اشاعت کے لیے قبول کیے جانے والے مقالات میں ادارہ ضروری ادارتی ترمیم، تنسیخ اور تلخیص کا حق محفوظ رکھتا ہے۔

۷۔ علمی کتابوں پر تبصرے کے لیے ادارے کو کتاب کے دو نسخے ارسال کیے جائیں۔

۸۔ التفسیر میں اشاعت کے لیے جملہ نگارشات کی ترسیل اور ادارتی خط وکتابت مندرجہ ذیل پتے پر کی جائے:

پی۔او۔بکس: 8413، جامعہ کراچی، کراچی 75270

E-mail: drshakilauj@yahoo.com , msshafiq@uok.edu.pk

مشمولات

سہ ماہی التفسیر، جلد ۷، مسلسل شمارہ ۲۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۳ء

رنگِ خیال ۰۷

مدیر اعلیٰ

۱۔ روزے میں سرمہ لگانے اور آنکھوں میں قطرے ڈالنے کا جواز (ایک فقہی بحث) ۰۸

پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج

۲۔ ''وحی'' کا مفہوم و مدلول اسلامی فکری روایت کے تناظر میں ۳۴

پرویز اقبال آرائیں

۳۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ دارالحرب، تعبیرات کا تنقیدی جائزہ ۵۰

محمد ارشد

۴۔ اعلیٰ سطحی جامعاتی تحقیق کا معیار...... لمحۂ فکریہ (پی ایچ ڈی کے مقالے ''منہج اسالیب قرآن (ص تحقیقی جائزہ)'' کے حوالے سے) ۸۷

پروفیسر غازی علم الدین

۵۔ اعلیٰ ثانوی سطح پر نصابِ اسلامیات کے معاشرتی زندگی پر اثرات کا تنقیدی جائزہ ۹۴

پروفیسر مطیع اللہ سہارن

۶۔ فہم قرآن میں عربی شاعری سے استشہاد کا تصور ۱۰۴

پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن / ڈاکٹر حافظ فدا حسین

۷۔ قرآنی تصورِ رسالت اور اردو ملی شاعری کا آغاز ۱۱۹

ڈاکٹر محمد طاہر قریشی

۸۔ فصاحت و بلاغت نبوی ﷺ ۱۴۳

ڈاکٹر محمد سہیل شفیق

۹۔ ماہنامہ معارف کی ادبی خدمات ۱۵۱

ڈاکٹر محمد الیاس الاعظمی

۱۰۔	تبصرہ کتب	۱۵۴
۱۱۔	THE LEGACY OF IJTIHAD FOR LEGISLATIVE DRAFTING AND SOCIAL DEMOCRATIC CHANGE IN MUSLIM WORLD Dr Farooq Hassan	03
۱۲۔	DEOBAND SCHOLARS AND THE DEVELOPMENT OF URDU LITERATURE IN THE SUB-CONTINENT Dr. Shazia Ramzan	17
۱۳۔	ALLAMA MUHAMMAD IQBAL'S CONCEPT OF DEEN AND ITS INFLUENCE ON THOUGHTS OF DR. ISRAR AHMAD Ghulam Haider	28

(مجلہ التفسیر کا مقالہ نگاروں کی رائے سے سو فیصد متفق ہونا ضروری نہیں ہے)

بسم الله الرحمن الرحيم

رنگِ خیال

التفسیر کا ۲۲واں شمارہ پیش خدمت ہے۔ جو مختلف عنوانات پر لکھے گئے تحقیقی و معلوماتی مضامین کا مجموعہ ہے .... یہاں اس امر کا اعلان کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتا ہوں کہ التفسیر کا اگلا شمارہ "قرآن مجید کے اردو مفسرین اور ان کی تفسیری خدمات" پر مشتمل ہوگا۔ جن مفسرین پر ہمارے پاس مضامین و مقالات آچکے ہیں۔ ان میں مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا احمد رضا خان بریلویؒ، مولانا ادریس کاندھلویؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ، علامہ احمد سعید کاظمیؒ، پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ، مولانا محمد اسلم شیخوپوریؒ، علامہ محمد ادریس ڈاہری اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

یہ مضامین (Referees) کے پاس بھیجے جاچکے ہیں جن کی مثبت آراء موصول ہونے کے بعد ہی شامل اشاعت کیا جائے گا۔ اگر آپ بھی اس خصوصی شمارے کیلئے کسی مفسر اور اس کی تفسیری خدمات پر کوئی مضمون لکھنا چاہیں تو التفسیر کے صفحات حاضر ہیں۔ مگر خیال رہے کہ آپ کا مضمون ۱۵ اپریل ۲۰۱۴ء تک موصول ہوجانا چاہیے۔

ہماری خواہش ہے کہ شخصیات نمبر اور تفردات نمبر کی طرح یہ نمبر بھی علماء و طلبہ ہردو میں یکساں مقبول ہو اور لوگ اسے بھی اپنی لائبریری کی زینت بنائیں اور استفادہ کریں۔ امید ہے کہ آپ کا علمی تعاون میسر رہے گا۔

مدیر اعلیٰ

ڈاکٹر محمد شکیل اوج

روزے میں سرمہ لگانے اور آنکھوں میں قطرے ڈالنے کا جواز

(ایک فقہی بحث)

پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج
ڈین، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

Abstract

Last days there has been a discussion regarding whether one should wear surma or kajal while observing the fast. Moreover, if the fast is annulled by having eye drops as a medicine, or not? Last Ramadan this debate was a hot topic on several TV channels. I also studied two fatwas on this issue. One of them is Munib-ur-Rahman's fatwa that surma or kajal does not affect one's fast. However, he believes that putting eye drops will annul the fast. This saying is in fact rejecting the fatwa of Mufti Muhammad Ibrahim Qadri (Member of Islamic Ideology Council, Govt. of Pakistan). Munib-ur-Rahman's fatwa is further evaluated by Mufti Muhammad Rafiq-ul-Husni. He wrote that the eye drops does not have any effect on fast. On this issue I prefer the same view. But I have analyzed the arguments of both fatwas in my own way, and identified some ambiguities. I have elucidated my point of view with jurisprudential arguments and through scientific pictures (related to Medicine), and so tried to prove my standpoint scientifically. I hope that this research will be critically analyzed.

گذشتہ رمضان المبارک (۱۴۳۴ھ) میں روزے کی حالت میں آنکھوں میں دوا/قطرے ڈالنے نیز سرمہ یا کاجل لگانے کا مسئلہ بعض چینلو کے ذریعے ناظرین کی سماعتوں کی نذر رہا۔ میں نے بھی سنا۔ پھر بعض فتاویٰ بھی نظر نواز ہوئے جن میں بعض مفتیانِ کرام کی باہم متعارض آراء بھی نظر سے گزریں۔ان مباحث فقہیہ کو جب میں نے بنظر غائر دیکھا تو خیال آیا کہ مجھے بھی اپنی رائے پیش کرنی چاہیے تاکہ اس مسئلہ کے جواز یا عدم جواز کی صورت زیادہ منقح ہوکر سامنے آئے۔ سو اسی جذبے کے پیش نظر یہ محاکمانہ مضمون تحریر کیا گیا ہے۔ یہ محاکماتی بحث خالصتاً علمی رویے کو پروان چڑھانے کیلئے پیش کی جارہی ہے۔امید ہے کہ اس بحث کو راقم کی نیک نیتی اور جذبۂ تحقیق پر ہی محمول کیا جائے گا۔سب سے پہلے محترم مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا محاکمانہ فتویٰ بعدہٗ مفتی محمد رفیق الحسنی صاحب اور آخر میں راقم الحروف کا محاکمانہ تجزیہ ملاحظہ کیجئے۔

مفتی منیب الرحمٰن کا تحقیقی محاکمہ

ہمارے قدیم فقہاءِ کرام نے ظنِ غالب کی بنا پر بعض امور کے مفسدِ صوم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں رائے قائم کرکے حکم صادر کیا تھا،ان میں سے ایک یہ تھا کہ کان میں دوا یا تیل ٹپکانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، کیونکہ ان کی رائے یہ تھی کہ کان سے معدے کی طرف حلق کے راستے ایک منفذ، نالی یا سوراخ ہے۔اب جدید طبی تحقیق نے عین الیقین سے بتادیا کہ کان سے معدے کی طرف کوئی سوراخ نہیں ہے لہٰذا اب اس پر فقہاءِ عصر کا اجماع ہوتا جارہا ہے کہ کان میں دوا یا تیل ٹپکانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، الحمد للہ ہم لوگ اور حضرت مفتی محمد ابراہیم قادری اس مسئلے کی نشاندہی میں سبقت کا شرف رکھتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے قدیم فقہاءِ کرام کی رائے یہ تھی کہ چونکہ آنکھ میں حلق کی جانب کوئی سوراخ یا منفذ نہیں ہے اس لئے آنکھ میں دوا ٹپکانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، ہمارے معاصر فقہاء میں سے غالب اکثریت ابھی تک اسی رائے پر قائم ہے اب چونکہ طبی طور پر عین الیقین کی حد تک یہ ثابت ہوچکا ہے کہ آنکھ میں حلق کی طرف سوراخ یا نالی موجود ہے اس لئے اب اہلِ فتویٰ کو یہ فتویٰ دینا چاہیے کہ آنکھ میں دوا ٹپکانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

ہمارے اجلہ فقہاءِ عصر علامہ غلام رسول سعیدی اور علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری کی یہی رائے ہے اور انہی تحقیقات سے استفادہ کرکے ہم نے تین سال قبل قومی اخبارات وجرائد میں ان مسائل کی جانب فقہاءِ عصر کو متوجہ کیا تھا اور ان سے جدید تحقیق کی روشنی میں اس مسئلے کے بارے میں اپنی قدیم رائے پر نظرِ ثانی کی درخواست کی تھی،ان مسائل جدیدہ میں سے کان میں دوا یا تیل ٹپکانے سے روزہ ٹوٹ جانے کی بابت علماءِ دیوبند میں سے دار العلوم کراچی کے مفتیانِ کرام کا نظرِ ثانی شدہ فتویٰ باقاعدہ دستخطوں کے ساتھ آچکا ہے،جس کی ہم نے "مجلس فقہ اسلامی" کی جانب سے تحسین کی تھی اور انہیں بعض دیگر مسائل پر نظرِ ثانی کرنے اور غور وفکر کی دعوت دی ہے۔

ہم نے آنکھ میں دوا ٹپکانے کے مسئلے میں لکھا تھا کہ سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کی حالت میں سرمہ لگانے کی اجازت دی ہے لہٰذا خلاف قیاس استحساناً سرمہ لگانے کو مفسد صوم نہیں قرار دیا جائے گا، اس پر کوئی محترم اشرف صاحب ہیں جنہوں نے حضرت مفتی محمد رفیق حسنی صاحب نائب رئیس مجلس فقہ اسلامی کی خدمت میں ہمارا اور مفتی محمد ابراہیم قادری صاحب کا مؤقف ارسال کرکے "سرمے کے مفسد صوم ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں" ان سے محاکمہ کرنے کی درخواست کی ہے، مفتی صاحب نے اپنا مؤقف واضح کرنے کیلئے یہ مسئلہ مجھے ارسال فرمایا ہے، اس مسئلے پر اپنے تفصیلی معروضات پیش کرنے سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ہمارے اور حضرت مفتی محمد ابراہیم قادری صاحب کے درمیان اصل متفق علیہ ہے لہٰذا اختلاف رائے اصول میں نہیں ہے بلکہ اس کے اطلاق میں ہے، جو اصل ہمارے درمیان متفق علیہ ہے وہ یہ ہے کہ آنکھ اور حلق کے درمیان منفذ ہے، حضرت مفتی محمد ابراہیم قادری ہمارے معاصر علماء وفقہاء کرام اور اہل فتویٰ میں سے دقت نظر کے حامل ہیں، جزئیات پر اصول کے اطلاق وانطباق میں ان کی نظر عمیق ہے۔

جزئیات کے استنباط واستخراج، مماثل جزئیات میں علت مشترکہ کی بناء پر ایک حکم دوسری کیلئے ثابت کرنے اور جدید دور میں پیش آمدہ مسائل کا فقہی وشرعی حل تلاش کرنے میں مجتہدانہ بصیرت کے حامل ہیں موجودہ دور میں ایسے وسیع المطالعہ متصلب فی الدین اور روشن خیال علماء کا وجود اہلسنت کیلئے غنیمت اور وقیع علمی سرمایہ ہے ہم اسے علمی دیانت کا لازمی تقاضا سمجھتے ہیں کہ زیر بحث مسئلے پر حضرت مفتی محمد ابراہیم قادری صاحب کا مؤقف ان کے تفصیلی دلائل کے ساتھ پیش کر دیا جائے تاکہ اہل علم کو محاکمہ کرنے میں آسانی ہو۔

چنانچہ مفتی صاحب تحریر فرماتے ہیں، اختتام بحث سے قبل اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ کی حالت میں سرمہ ڈالنا یا اس کا حکم فرمانا ثابت نہیں اور اس سلسلے میں مروی تمام احادیث ضعیف ہیں، اس قسم کی متعدد احادیث اور ان کی اسناد پر مفصل جرح کے ساتھ فتح القدیر ص ۲۷۰، ج ۲، مطبوعہ مصر اور مرقات شرح مشکوٰۃ، ص ۵۰۵، ۵۰۶، ج ۴، مطبوعہ المکتبۃ التجاریہ مکہ مکرمہ ملاحظہ ہو، یہاں صرف ایک حدیث اور پھر اس کی فنی حیثیت پر امام ابوعیسیٰ ترمذی علیہ الرحمۃ کا کلام نقل کیا جاتا ہے۔

ترمذی شریف باب ماجاء فی الکحل للصائم میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے:

جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اشتکت عینی افاکتحل وانا صائم قال نعم وفی الباب عن ابی رافع قال ابو عیسیٰ حدیث انس حدیث اسنادہ لیس بالقوی

ولایصح عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی ھذا الباب شیء و ابو عاتکہ یضعف واختلف اھل العلم فی الکحل للصائم فکرھہ بعضھم وھو قول سفیان و ابن المبارک واحمد و اسحق ورخص بعض اھل العلم فی الکحل للصائم.

ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا میری آنکھیں دکھتی ہیں کیا میں روزہ رکھتے ہوئے سرمہ لگا سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں (امام ابوعیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں) اس باب میں ابورافع سے بھی روایت ہے اور حدیث انس (جس کا ابھی ذکر ہوا) کی سند قوی نہیں، اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث صحت کے ساتھ ثابت نہیں اور ابوعاتکہ (جو حدیث انس کے راوی ہیں) کو ضعیف مانا جاتا ہے اور اہل علم نے روزہ کی حالت میں سرمہ لگانے میں اختلاف کیا ہے بعض اسے مکروہ کہتے ہیں حضرت سفیان ثوری، ابن المبارک، امام احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے اور بعض اہل علم نے روزہ دار کو سرمہ لگانے میں رخصت دی ہے۔

الغرض "اکتحال فی الصوم" کے جواز میں وارد احادیث ضعیف ہیں بلکہ روزہ کی حالت میں سرمہ ڈالنے کی ممانعت پر بھی بعض ضعیف احادیث موجود ہیں چنانچہ سنن ابوداؤد میں حضرت معبد بن ہوذہ سے روایت ہے کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوتے وقت مشک ملے ہوئے اثمد (سرمہ کی ایک قسم) لگانے کا حکم فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا "لیتقہ الصائم" یعنی روزہ دار اس سے بچے۔

اسی حدیث سے قاضی ابن ابی لیلی اور ابن شبرمہ (یہ دونوں تابعی ہیں اور حضرت امام اعظم کے معاصر ہیں) نے یہ استدلال کیا ہے کہ سرمہ لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے چنانچہ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد میں ہے:

وقد استدل لھذا الحدیث ابن شبرمۃ و ابن ابی لیلیٰ وقالا ان الکحل یفسد الصوم.

(ص ۲۸۳، ج ۲، طبع بیروت)

البتہ یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ روزہ میں سرمہ لگانے کی احادیث اگرچہ ضعیف ہیں مگر احادیث ضعیفہ کا مجموعہ قابل استدلال ہوتا ہے جیسا کہ امام ابن الھمام اور علامہ علی قاری نے اس کی تصریح فرمائی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ مجموعہ کی قوت مسلم ہے مگر یہ حدیث صحیح "الفطر مما دخل" کے معارض ہے اور احناف تعارض کے وقت "محرم" کو "مبیح" پر ترجیح دیتے ہیں چونکہ "الفطر مما دخل" سے روزہ کی حالت میں سرمہ لگانے کی حرمت ظاہر ہوتی ہے اور "اکتحال فی الصوم" کی احادیث سے سرمہ ڈالنے کا جواز نکلتا ہے لہٰذا الفطر مما دخل کی روایات اکتحال فی الصوم کی روایات پر راجح قرار پائیں گی۔

نیز الفطر مما دخل کی روایت ضابطہ کلیہ بیان کر رہی ہے اور اکتحال فی الصوم کی روایات اس ضابطہ کلیہ کے خلاف ایک امر جزئی (آنکھ میں سرمہ ڈالنا) بیان کر رہی ہیں اور احناف ایسی صورت میں

اس روایت کو قبول کرتے ہیں جو ضابطہ کلیہ بیان کر رہی ہو۔ (خلاصہ تذکرۃ المحدثین بحوالہ عمدۃ القاری ص ۹۷)

پھر الفطر مما دخل کی روایت مؤید بالقیاس ہے اور اکتحال فی الصوم کی روایات مؤید بالقیاس نہیں بلکہ خلاف قیاس ہیں اس لئے بھی الفطر مما دخل کی حدیث راجح ہونی چاہئے۔

مفتی محمد ابراہیم کے فتوئی پر محترم مفتی منیب الرحمٰن صاحب کا محاکمہ

مفتی محمد ابراہیم قادری صاحب کا یہ کہنا صحیح ہے کہ جب دو حدیثوں میں تعارض ہو تو محرِّم کو مبیح پر ترجیح دی جاتی ہے لیکن ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ "الافطار مما دخل" یا "الصوم مما دخل" والی حدیث کو ترمذی کی روزے میں سرمہ لگانے کی اجازت والی حدیث پر ترجیح حاصل ہے، کیونکہ الافطار مما دخل والی حدیث جو انہوں نے فتح القدیر ص ۷۲، ج ۲ کے حوالے سے لکھی ہے یہ مسند ابو یعلیٰ کی حدیث نمبر ۴۶۰۲ ہے اور فتح القدیر میں بھی یہ مسند ابو یعلیٰ ہی کے حوالے سے لکھی گئی ہے اور امام کمال الدین ابن الھمام نے اس حدیث کو درج کرنے کے بعد یہ لکھ دیا ہے کہ: ولجھالۃ المولاۃ لم یثبتہ بعض اھل الحدیث یعنی "باندی کے مجہول ہونے کی وجہ سے بعض ماہرین علم حدیث کے نزدیک یہ حدیث ثابت نہیں ہے اس جملے کو حضرت مفتی محمد ابراہیم نے نقل نہیں فرمایا کہ یہ حدیث غیر ثابت ہے اور لائق استدلال نہیں، نیز مسند ابو یعلیٰ کے شارح اور محقق نے اس حدیث کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے، سلمیٰ کے مجہول ہونے کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے (حاشیہ مسند ابو یعلیٰ ج ۸، ص ۷۶) اور حافظ الہیثمی نے اس حدیث کو درج کر کے لکھا ہے "وفیہ من لم اعرف" یعنی اس میں ایک راوی ایسا ہے جسے میں نہیں جانتا (مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۱۶۷)

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور دیگر اسانید سے اس کو روایت کر کے اس کی تقویت بھی نہیں کی گئی لہٰذا اس حدیث میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ یہ جامع ترمذی کی حدیث سے معارض ہو سکے جو دیگر اسانید سے تقویت یافتہ ہے۔

یہ اصل جو بیان کیا گیا ہے کہ مبیح اور محرم میں تعارض کے وقت "محرم" کو "مبیح" پر ترجیح ہوتی ہے، یہ اس وقت ہے جب دونوں حدیثیں ایک ہی درجہ کی ہوں، لیکن جو حدیث مبیح ہے وہ صحاح ستہ کی ہے اور دیگر متعدد اسانید سے اس کی تائید و تقویت ہے اور جو حدیث محرم ہے وہ غیر صحاح ستہ کی ہے اور اس کی ضعیف سند کی کسی دوسری سند سے تائید بھی نہیں ہے لہٰذا ان دونوں میں تعارض ہی نہیں ہے چہ جائے کہ ایک دوسری پر راجح ہو، نیز مفتی صاحب کا اسے حدیث صحیح قرار دینا فنی اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے۔

مفتی صاحب نے "الافطار مما دخل" (یعنی روزہ ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو بدن میں داخل ہوں) والی حدیث پیش کی ہے وہ حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عکرمہ (جو تابعی ہیں) کے اقوال ہیں اور

ان کی فنی حیثیت یہ ہے کہ ان کو امام بخاری نے تعلیقاً بغیر سند کے درج کیا ہے۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۲۶۹) جیسا کہ علامہ عینی نے لکھا ہے هذان التعليقان (عمدۃ القاری، ج ۱۱، ص ۳۷) اور اہل علم سے مخفی نہیں کہ امام بخاری کی تعلیقات میں ہر قسم کی روایات ہیں اور صحیح میں درج ہونے سے وہ لازماً صحیح نہیں قرار پاتیں، سب سے اہم بات یہ ہے کہ روزے میں سرمہ لگانے کی اجازت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور "الصوم مما دخل" یہ صحابی اور تابعی کے اقوال ہیں اور رسول اللہ کا ارشاد بہر حال صحابی اور تابعی کے اقوال پر راجح ہے لہٰذا یہ بھی ایک درجے کی احادیث نہیں ہیں اور ان میں بھی تعارض نہیں ہے اس لئے یہ کہنا بھی درست نہیں ہوگا کہ ان میں سے محرم، مبیح پر راجح ہے کیونکہ ترجیح اس وقت دی جاتی ہے جب دونوں ایک ہی درجے کی احادیث ہوں۔

مفتی صاحب نے سنن ابوداؤد کی حدیث نمبر ۲۳۷۷ کا حوالہ دیا ہے جو یہ ہے:

عن عبد الرحمٰن بن النعمان بن معبد بن هوذه عن ابيه عن جده عن النبی صلی الله عليه وسلم انه امر بالاثمد المروح عند النوم وقال ليتقه الصائم۔

حضرت معبد بن ہوذہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوتے وقت مشک ملا ہوا سرمہ لگانے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ روزے دار اس سے بچے۔

اس حدیث کے تحت امام ابوداؤد نے لکھا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے، واضح رہے کہ حدیث "منکر" اسے کہتے ہیں جو حدیث معروف کے مقابلے میں ہو اور معروف حدیث یہ ہے:

عن انس ابن مالک قال جاء رجل الی النبی صلی الله عليه وسلم فقال اشتكت عينی، افاكتحل وانا صائم؟ قال نعم۔

حضرت انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری آنکھیں دکھ رہی ہیں، کیا میں سرمہ لگا سکتا ہوں جبکہ میں روزے سے ہوں آپ نے فرمایا ہاں (جامع ترمذی، رقم الحدیث ۷۲۶)

لہٰذا یہ جامع ترمذی کی حدیث معروف کے معارض نہیں ہو سکتی۔ حضرت مفتی محمد ابراہیم قادری نے "الافطار مما دخل" کو ضابطہ کلیہ قرار دیا ہے حالانکہ یہ "عام مخصوص عنہ البعض" ہے، کیونکہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ناک میں پانی ڈالنے اور کلی کرنے کی اجازت دی ہے اور وہ بھی "مما دخل" کے عموم میں شامل ہے اور جوف معدہ یا جوف دماغ تک پہنچنے کے "مفطر" ہونے کا ذکر کسی حدیث میں نہیں ہے۔

یہ ہمارے فقہاء کرام کی تصریح ہے اور "عام مخصوص عنہ البعض" ظنی ہوتا ہے اور اس سے کسی کلیہ پر استدلال کرنا یا اس کو ضابطہ کلیہ قرار دینا صحیح نہیں ہے، علاوہ ازیں یہ ایک صحابی یا تابعی کا قول ہے

اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے متصادم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور بر سبیل تنزل اگر اسے ضابطہ کلیہ مان بھی لیا جائے تب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرمہ لگانے کی اجازت اس ضابطہ کلیہ سے مستثنیٰ ہے کیونکہ آپ شارع ہیں ،علاوہ ازیں جس طرح ایک صحابی اور ایک تابعی حضرت ابن عباس اور حضرت عکرمہ سے "الصوم مما دخل "منقول ہے جس کی بنیاد پر حضرت مفتی صاحب نے روزے میں سرمہ لگانے کو "مفطر "(روزہ ٹوٹنے کا سبب) قرار دیا ہے اسی طرح ایک صحابی اور ایک تابعی حضرت انس اور حضرت اعمش سے عبارۃ النص سے روزے میں سرمہ لگانے کے "غیر مفطر" ہونے کی تصریح ہے وہ روایات درج ذیل ہیں۔

عن انس بن مالک انہ کان یکتحل وھو صائم.

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ وہ روزے کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۳۷۸)

عن الاعمش قال: مارایت احدا من اصحابنا یکرہ الکحل للصائم وکان ابراھیم یرخص ان یکتحل الصائم بالصبر.

حضرت اعمش نے فرمایا کہ میں نے اپنے اصحاب میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو روزے دار کیلئے سرمہ لگانے کو مکروہ سمجھتا ہو اور ابراہیم روزے دار کو صبر کا سرمہ لگانے کی اجازت دیا کرتے تھے۔(سنن ابی داؤد، رقم الحدیث :۲۳۷۹)

حضرت ابن عباس اور عکرمہ کے اقوال سے اشارۃ النص کے طور پر روزے میں سرمہ لگانے کی ممانعت ثابت ہے اور اس کے مقابلے میں حضرت انس اور اعمش سے روزے میں سرمہ لگانے کے "غیر مفطر" ہونے کی تصریح ہے اگر ان اقوال کو آپس میں متعارض بھی قرار دیا جائے تو جامع ترمذی میں جو روزے میں سرمہ لگانے کی اجازت کا ذکر ہے وہ تعارض سے خالی ہے اور اس کا کوئی مزاحم نہیں ہے۔

امید ہے حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری صاحب ان سطور کا مطالعہ فرمانے کے بعد اپنے موقف پر یا تو نظر ثانی فرمائیں گے اور یا ہماری ان گذارشات کی توجیہ فرمائیں گے۔(۱)

محترم مفتی محمد رفیق حسنی صاحب کا تحقیقی محاکمہ

مجھ سے جناب مولانا محمد اشرف صاحب (تونسوی) نے روزہ کیلئے آنکھوں میں سرمہ اور دوا ڈالنے کے متعلق فساد یا عدم فساد کے سلسلے میں مفتی محمد ابراہیم صاحب اور مفتی منیب الرحمن صاحب میں سے کسی ایک کے فتویٰ کی تصویب کیلئے ارشاد فرمایا اور ان دونوں حضرات کے شائع شدہ مضامین بھی ارسال فرمائے، مفتی منیب الرحمن صاحب سے رابطہ کرنے پر دوران گفتگو مذکرہ استفتاء کا ذکر آیا تو انہوں نے توضیح کیلئے

مذکورہ استفتاء منگوالیا اور اپنے موقف کی تشریح اور توضیح کے بعد مجھے واپس بھیج دیا، دونوں محقق علماء اور مفتی صاحبان نے کان یا دماغ کے حوالہ سے جو کچھ تحریر فرمایا اس کی تائید کرنی چاہئے کیونکہ جدید طبی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ دماغ اور کان سے حلق کی طرف کوئی منفذ (راستہ) نہیں ہے چونکہ کان اور ناک اور دماغ کے حوالہ سے شرعی مسائل اور روزہ کے احکام قدیم طبی تحقیق پر مبنی تھے اس لئے کان اور دماغ کے احکام تبدیل ہونے سے قرآن وسنت کی مخالفت لازم نہیں آتی لیکن آنکھوں کے سلسلہ میں قدیم طب کے علاوہ احادیث مبارکہ کو بھی مسائل روزہ کی بنیاد بنایا گیا ہے لہٰذا آنکھوں کے احکام بدلنے سے احادیث کی مخالفت لازم آئے گی، تو پھر احادیث مبارکہ کی تاویل کرنا پڑے گی یا تضعیف ثابت کرنا ہوگی، یا پھر خلاف قیاس احادیث پر عمل کرنا ہوگا۔

ہمارا خیال یہ ہے کہ احادیث مبارکہ پر عمل کر کے فقہاء متقدمین کے مطابق آنکھوں کے مسائل واحکام باقی رہنے چاہئیں بغیر ثبوت کے احادیث کی تضعیف مناسب نہیں ہے سرمہ اور دوا میں تفریق بھی غیر مناسب ہے، جناب مفتی منیب الرحمن صاحب اور جناب مفتی محمد ابراہیم صاحب کی تحریر کے مطابق آنکھوں میں دوا ڈالنے سے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

لیکن سرمہ ڈالنے میں دونوں حضرات کی رائے مختلف ہے، مفتی منیب الرحمن صاحب احادیث کی وجہ سے سرمہ کو خلاف قیاس مفسد نہیں مانتے اور مفتی محمد ابراہیم صاحب قیاس کے مطابق سرمہ کو بھی مفسد صوم قرار دیتے ہیں اور احادیث کی تضعیف ثابت کرتے ہیں۔

قدیم فقہاء نے آنکھوں میں سرمہ ڈالنے اور دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہ ہونے کی دو دلیلیں بیان فرمائی تھیں، اول احادیث مبارکہ، دوم قیاس، چونکہ جدید طبی تحقیق سے قیاس سے استدلال نہیں ہو سکتا، لہٰذا خلاف قیاس احادیث مبارکہ سے استدلال قائم اور باقی ہوگا اور آنکھوں میں سرمہ اور دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

جن احادیث مبارکہ سے عدم فساد پر استدلال کیا جاتا ہے انہیں علامہ ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں نقل فرمایا ہے اور ہر حدیث کی فنی حیثیت بھی ساتھ ساتھ بیان فرمادی ہے مثلاً حدیث انس کہ:

قال: جاء رجل الى النبى ﷺ قال اشتكت عينى فانا اكتحل وانا صائم؟ قال نعم.

(رواه الترمذی)

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری آنکھیں بیمار ہیں، کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ استعمال کروں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا ہاں (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا)

حدیث عائشہ: قالت اکتحل النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو صائم۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ فرماتی ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرمہ استعمال فرمایا حالانکہ آپ روزہ سے تھے، اس حدیث کو بیہقی اور ابوداؤد نے بھی روایت فرمایا:

حاکم میں ہے:

اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کان یکتحل بالاثمد وھو صائم۔

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سرمہ (اثمد) استعمال فرماتے تھے حالانکہ آپ روزہ سے ہوتے تھے۔

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

خرج علینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعیناہ مملوءتان من الکحل وذلک فی رمضان وھو صائم۔

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام روزہ کی حالت میں رمضان المبارک میں باہر تشریف لائے اور آپ کی آنکھیں سرمہ سے لبریز تھیں (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۲/۴۶۸، مکتبہ امدادیہ ملتان)

اسی طرح ابن ہمام نے فتح القدیر میں متعدد احادیث ذکر فرمائیں (۲/۳۵۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

ان دونوں حضرات علامہ ابن ہمام (جن کیلئے علامہ شامی فرماتے ہیں (بلغ رتبۃ الاجتھاد) اور ملا علی قاری نے آخر میں فرمایا فھذہ عدۃ طرق وان لم یحتج بواحد منھا فالمجموع یحتج بہ لتعدد الطرق، یعنی یہ احادیث متعدد طریقوں سے مروی ہیں اگرچہ کسی ایک سے استدلال نہیں کیا جائے گا لیکن مجموعے کے ساتھ تعدد طرق کی وجہ سے استدلال کیا جائے گا۔

ضعف کے رفع ہونے اور تقویت اور استدلال کے قابل ہونے کی ایک وجہ ان دونوں محقق علماء نے بیان فرمادی کہ تعدد طرق سے مروی ہونا تقویت کا باعث ہوتا ہے اور کسی حدیث کا ضعف اس طریقہ سے ختم ہوجاتا ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ہمارے ہاں یہ ضابطہ ہے جس حدیث کو آئمہ فقہ قبول کرلیں وہ حدیث ضعیف نہیں رہتی یہاں اکتحال فی الصوم کی احادیث کو فقہ کے چاروں اماموں نے قبول کیا ہے لہٰذا ان احادیث کا ضعف باقی نہیں رہے گا، لہٰذا مفتی محمد ابراہیم صاحب کا فرمانا کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا روزہ کی حالت میں سرمہ ڈالنا یا اس کا حکم فرمانا ثابت نہیں اور اس سلسلہ میں مروی تمام احادیث ضعیف ہیں، صحیح نہیں اور یہ کہنا کہ حضرت ابوعیسیٰ ترمذی نے ہر واحد واحد حدیث کے متعلق فرمایا کہ صحیح نہیں، ہمارے لئے ابوعیسیٰ کا یہ قول مضر نہیں، کیونکہ ابوعیسیٰ نے واحد واحد حدیث کی صحت کی نفی کی ہے لیکن مجموعہ